نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا" (سورۃ احزاب) معلوم ہوا ہے کہ مولانا اصلاحی صاحب بھی شدید علیل ہیں۔ اللّٰھم اشفہ!

امّ صہیب حسن اور والدۂ ذوالقرنین میں بہت زیادہ گہرے روابط تھے۔ ہو سکے تو مرحوم کے عزیزان کو میری طرف سے تعزیتی پیغام پہنچا دیں یا ان کے پتہ سے مطلع کیا جائے۔ غالباً اچھرہ میں سلطان احمد روڈ مکان نمبر ۱۷ میں ان کی رہائش تھی' ان کا اپنا ذاتی مکان ہے۔ آج سے ۱۵ سال قبل ملاقات کے لئے ان کے مکان پر حاضری دی تھی' بہت ہی محبت و اخلاص سے ملے تھے۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہٗ وارفع درجتہ فی المھدیین۔ آمین۔

والسلام

شریک غم

عبدالغفار حسن

پروفیسر حافظ احمد یار مرحوم
ایک علم دوست' درویش صفت انسان

حافظ صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی کے اجمالی خاکے پر مشتمل یہ متاثر کن مضمون مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی ڈاکٹر نصرۃ النعیم کا تحریر کردہ ہے جنہیں اپنے والد مرحوم کی رہنمائی میں عربی زبان میں نہ صرف "ایم اے" بلکہ "پی ایچ ڈی" کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

تاریخی شہر جھنگ کے مضافات میں ایک چھوٹے گاؤں کی کچی گلی میں پانچ یا چھ سال کا بچہ کھیل رہا تھا۔ اچانک ایک آدمی ڈھول کی تھاپ پر یہ اعلان کرتا ہوا گزرا کہ اس گاؤں میں پرائمری سکول کا آغاز کیا جا رہا ہے' لہٰذا آپ اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے سکول بھیجیں۔ معصوم بچہ نہ جانے کیا سمجھا کہ بھاگ کر اپنے گھر کے کمرے میں کھڑکی کے پاس جا

کھڑا ہوا۔ بچے کو خوفزدہ دیکھ کر ماں نے بڑے پیار سے پوچھا کہ تم پڑھنے کے لئے جاؤ گے۔ بچے نے ڈرتے ڈرتے آہستگی سے اقرار میں سرہلایا۔ یہاں سے اس بچے کی تعلیم کا آغاز ہوا جو بعد میں علمی و ادبی حلقوں میں پروفیسر حافظ احمد یار کے نام سے معروف ہوئے۔

پروفیسر حافظ احمد یار ۵ فروری ۱۹۲۰ء کو جھنگ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے واقع گاؤں حبیب (Habib) میں پیدا ہوئے۔ وہیں سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ تعلیم کے حصول میں بہت سے مشکلات پیش آئیں مگر آپ کی والدہ محترمہ کی علم سے بے انتہا محبت کے نتیجہ میں ان مشکلات پر قابو پالیا گیا۔ نہ صرف آپ جامعہ پنجاب میں علوم اسلامیہ کے استاد کے باوقار عہدہ تک پہنچے بلکہ آپ کے دو چھوٹے بھائی بھی گورنمنٹ کالج جھنگ میں انگریزی اور اردو کے پروفیسر کے طور پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ایک دفعہ جب سکول کی فیس ادا کرنے کے لئے غریب ماں کے پاس پیسے نہیں تھے اور ڈر تھا کہ بچے کا نام ہی سکول سے خارج نہ کر دیا جائے تو آپ کی والدہ محترمہ نے اپنی چاندی کی چوڑیاں دیں کہ تم یہ چوڑیاں اپنے استاد کو دے دینا اور کہنا کہ جب فیس کے پیسے ہوں گے ہم پیسے دے کر یہ چوڑیاں واپس لے لیں گے۔ استاد نے ماں کی مجبوری سمجھتے ہوئے چوڑیاں واپس کر دیں اور فیس اپنے پاس سے جمع کروا دی۔ پروفیسر حافظ احمد یار نے بعد میں ان چوڑیوں کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگا کر رکھا اور اپنے استاد اور اپنی ماں دونوں کے لئے ہمیشہ دعائے خیر کی کہ ان دونوں کے طفیل اس دن میرا تعلیمی سلسلہ منقطع ہونے سے محفوظ رہا۔

پروفیسر حافظ احمد یار کا شمار اپنی کلاس کے لائق طلبہ میں ہوتا تھا۔ آپ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ تقریری مقابلوں اور کھیلوں میں بھی بھرپور حصہ لیا اور متعدد انعامات حاصل کئے۔ آپ نے ۱۹۳۵ء میں ایم' بی مڈل سکول جھنگ سے ورنیکلر امتحان پاس کیا اور ۱۹۳۷ء میں ایم' بی ہائی سکول جھنگ سے میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ وہ بے روزگاری کا زمانہ تھا' للذا فوراً ملازمت نہ مل سکی۔ کچھ عرصہ بیکار رہنے کے بعد آپ نے

گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جونیئر سکول ٹیچر کے کورس کے لئے داخلہ لیا۔ وہاں تمام کلاس فیلو مڈل پاس تھے' کورس بھی کوئی مشکل نہ تھا لہٰذا زیادہ تر وقت فارغ رہتے۔ فراغت کے ان اوقات میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کر دیا۔ یہ نوجوانی کا وہ دور تھا کہ جب دنیا اپنی تمام تر رنگینیوں سمیت انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے مگر جب آپ نے دنیا کی طرف توجہ دینے کی بجائے قرآن پاک سے دل لگایا تو اللہ نے آپ کی خاص مدد فرمائی اور آپ نے ۹ ماہ کی قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ قرآن پاک کی برکت سے آپ نے اپنی کلاس میں بھی ٹاپ کیا اور اس بات کی شہرت ہو گئی کہ اس نوجوان نے قرآن پاک بھی حفظ کیا اور اپنے کورس میں بھی اول پوزیشن حاصل کی۔

جونیئر ٹیچرز ٹریننگ کورس کے بعد آپ کو جھنگ کے قریب ہی ایک قصبہ میں سکول ٹیچر کی جاب مل گئی۔ وہاں بھی فراغت کے اوقات میں آپ سکول لائبریری سے مختلف کتابیں لے کر پڑھتے رہتے۔ آپ کے پڑھنے کے شوق کو دیکھتے ہوئے سکول کے ہیڈ ماسٹر نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ تم یہ کتابیں پڑھنے کی بجائے ایف۔ اے کی تیاری شروع کر دو۔ آپ حامی بھر لیتے مگر زیادہ سیریس نہیں ہوئے۔ اس پر ایک دن جب تمام اساتذہ اکٹھے تھے تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے ہاتھ اٹھا کر باآواز بلند دعا کی کہ ساتھیو' حافظ احمد یار ایف۔ اے کی تیاری شروع کر رہے ہیں' آپ سب دعا کریں کہ اللہ ان کو کامیاب کرے۔ سب نے آمین ثم آمین کہا۔ اس کے بعد آپ نے بھی پکا ارادہ کر لیا اور نہ صرف ایف۔ اے کیا بلکہ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

آپ کے تعلیمی مراحل میں چونکہ بہت سے نشیب و فراز آتے رہے اس لئے کچھ عرصہ آپ نے محمدی شریف میں مولوی محمد ذاکر صاحب سے عربی کی تعلیم بھی حاصل کی استاد باکمال تھے اور شاگرد بھی ہونہار تھا' سو عربی گرائمر پر کامل عبور حاصل کیا۔

۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جب ایم۔ اے اسلامیات کی کلاسز شروع ہوئیں تو اخبار میں اشتہار دیکھ کر آپ جھنگ سے لاہور چلے آئے اور ایم۔ اے

اسلامیات اول پوزیشن سے پاس کر کے گولڈ میڈل کے حقدار بنے۔ اس کے فوراً بعد آپ اسلامیہ کالج سول لائینز میں اسلامیات کے استاد کی حیثیت سے فرائض سرانجام دینے لگے۔ علم کی کوئی حد نہیں ہوتی اور علم کا پیاسا کبھی سیراب نہیں ہوتا' اسی کے پیش نظر آپ نے ایم۔اے عربی کی کلاسز اٹینڈ کرنا شروع کر دیں۔ اللہ کبھی کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا' سو آپ نے ۱۹۵۷ء میں ایم۔اے عربی میں بھی گولڈ میڈل حاصل کر لیا۔

۱۹۶۴ء میں آپ نے اسلامیہ کالج سول لائینز چھوڑ کر پنجاب یونیورسٹی میں ادارۂ علوم اسلامیہ میں استاد کی حیثیت سے اپنے کام کا آغاز کیا۔ یہ وہ دور تھا جب کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ کا کتابیں جمع کرنے کا شوق بھی اپنے عروج پر پہنچا اور آپ نے اپنی آمدنی کا زیادہ تر حصہ کتابیں خریدنے پر صرف کیا۔ آپ نے نہ صرف اسلامیات اور عربی سے متعلق کتابیں خریدیں بلکہ تمام سائنسی اور ادبی و تاریخی موضوعات پر کتابیں جمع کیں۔ آپ کو قرآن پاک جمع کرنے کا خاص شوق تھا۔ آپ نے مختلف ممالک کے قرآن پاک کے نادر نسخے حاصل کئے اور قرآن پاک کی کیسٹس اور ریکارڈز کا بھی ایک ذخیرہ آپ کے پاس موجود تھا۔

پروفیسر حافظ احمد یار صاحب درویش انسان تھے' ساری زندگی شہرت کی پرواہ نہیں کی اپنے کام سے کام رکھا اور متعدد علمی مقالات اور کتب تحریر کیں جن میں "دستور حیاء"۔ "دین و ادب" اور "یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ" اہم ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی میں استاد کی حیثیت سے آپ نے نہ صرف طلبہ و طالبات کو ایم۔اے کے مقالات میں گائیڈ کیا بلکہ پی۔ایچ۔ڈی کے متعدد مقالات بھی اپنی رہنمائی میں مکمل کروائے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد جناب پروفیسر حافظ احمد یار صاحب قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن' لاہور سے وابستہ ہوئے۔ اس دوران آپ نے نہ صرف عربی گرائمر کی تعلیم دی بلکہ قرآن پاک کی تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ یہاں پر یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ نے عہد جوانی میں پیر مبارک علی شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی

اور یہ وعدہ کیا تھا کہ جس حد تک ممکن ہوا میں قرآن پاک کی خدمت کروں گا۔ اسی بیعت کے پیش نظر آپ نے "مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور" میں شرکت کی اور اپنی تمام تر قابلیت سے کام لیتے ہوئے "لغات و اعراب قرآن" کے نام سے ایک کتاب لکھنے کا آغاز کیا۔ یہ یقیناً ایک محنت طلب عظیم علمی و تحقیقی کام تھا مگر آپ نے اپنے تمام دیگر مشاغل سے دامن بچا کر صرف اسی کام کا ارادہ کر لیا تھا۔ اردو زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب تھی جسے مکمل کرنے کی آرزو دل میں لئے آپ راہی ملک عدم ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ سچی بات یہ ہے کہ آپ کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کرنا ہمارے لئے اتنا آسان نہیں ہے مگر پھر راضی برضائے رب رہنا تو مسلمان کا فرض ہے ؎

خالق کون و مکاں' تیری مرضی کے بغیر
زندگانی سے کسی کا رابطہ ٹوٹا بھی ہے!

جناب پروفیسر حافظ احمد یارؒ صاحب کی شخصیت کا ایک پہلو جو عام لوگوں کی نظروں سے کم ہی گزرا اور جس سے ان کا خاص حلقہ احباب ہی واقف ہے' وہ آپ کا علم جغرافیہ سے خاص شغف تھا اور اس شوق کی انتہا یہ ہے کہ آپ کی ذاتی لائبریری میں جغرافیہ سے متعلق خاصی مستند کتابیں موجود ہیں اور آپ عرصہ ۳۰ سال سے دنیا کے مشہور جغرافیائی رسالے National Geographic کے مستقل قاری رہے۔ آپ کا یہ شوق آپ کو ۱۹۷۲ء میں بذریعہ سڑک حج پر بھی لے گیا اور اس طرح آپ نے ایران' عراق اور سعودی عرب کے کافی علاقے کی سیاحت کی۔ اس کے علاوہ آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کے دوران سیرت نبویؐ سے متعلقہ مقامات اور علامات کے بارے میں نہ صرف معلومات حاصل کیں بلکہ ان علاقوں کو تلاش کر کے ان کی موجودہ حالت کو بھی ملاحظہ کیا۔